188412

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بعون خالق ذو المنن تازگی بخش مضامین کہن مسمی بہ

نوبہار ذکر

۱۲۹۸ھ

بکمال خوبی و صحت و حسن انتظام در ماہ ذی الحجہ الحرام

در مطبع گلشن محمدی واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار ستایش ونیایش اوس چمن آراے جہان کو جسنے دانہ کن سے
حدائق ممکنات ومزارع موجودات کو ایک آن واحد مین پیدا کیا اور اپنی آبیاری
لطف عمیم سے گلشن عالم کو ہویدا گل کو جلوہ وہ طراز چمن کیا اور بلبل کو نغمہ
بہار گلشن دیا ہستی کو پستی عدم سے باہر لایا اور عوالم مختلفہ کو دیار ہستی مین
بسایا خاک تیرہ رنگ کی الوان مختلف سے چہرہ آرائی کی پیکر گلی کو آنکھ ناک کے

نقوش سے صورت زیبائی دی سرو کو بجاے خود قیام کبک دری کو خرام
عندلیب کو خوش الحانی جویبار کو روانی سبزہ کو خواب لالہ کو جام مے ناب نسیم کو
اثر گل کو افسر عطا کیا سنبل کو پیچ و تاب کاکل نرگس کو دیدۂ تمنا دیا بار خدایا
یہ کیا چمنستان ہستی ہی کہ با این ہمہ کہنگی ہر دم نظر تماشہ بین مین نیا ہی
ایک جا اگر ستم چرخ پیر سے خراب ہی تو بجاے دیگر تر و تازہ و سیراب ہی
قدرت تیری نا محدود وصف تیرا غیر معدود زبان قلم کا کیا وجود صفحۂ
کاغذ کی کیا ہست و بود کہ ایسے محیط ناپیدا کنار کو احاطۂ تحریر و حیز تقریر
مین لائے کہ جہان افصح الفصحا ابلغ البلغا واقف رموز سر و الاخفا
آفتاب سپہر والنجم اذا ہوا نیر برج ما ضل صاحبکم وما غوی سخن پذیر علمہ

شدید القویٰ صاحب سر یافق الاعلیٰ ہیچ مگوی غیر منطق ان ھو الا وحی یوحے

و ہیچ مپوسے حیز عرصہ مرضیات حق جل و علی شمع شبستان بزم رسل سبب

آفرینش ہر جزو کل زینت افزاے انجمن کن مکان چہرہ آراے چمن کون و مکان

پیش رو پیشینیان منتہی پسینیان افتخار آدم و ابراہیم ماحصل نوح کلیم صبر آموز

ایوب چشم افروز یعقوب روح دم روح الٰہی یگانہ پرست کارگاہ الٰہی

خاصہ کردگار خلاصہ روزگار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مختار صلی اللہ

علیہ و آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار اعتراف بعجز فرماے اور لا احصی ثناء علیک

برزبان لائے تو پھر کسے تاب و توان اور کسکے موںھہ مین زبان ہی الغرض

اس وادی مین فرشتہ کو دم زدن کی مجال نہین ہر نوع آفریدہ کو گنجایش

مقال نہین ہان اس کلمہ پر سبکو شکیب ہی کہ الٰہی تیری تعریف تجھی کو زیب ہی

اب یہان سے تحیرانہ عطف عنان خامہ ہی اور گزارش گر بوسیلہ نگارش رنگ

سپار نامہ ہی اور اوس امر کی تمہید ہی جسکا مجھے لکھنا پیش دیدہ ہی ہر طرف

اہل نظر کی آنکھون مین ظہور رہی اور ہر سمت اوسکی شعاع نور سے معمور رہی

ذکر کیفیات سابقہ اشرف البلاد حیدرآباد و آراستگی حال آن دار السلطنت فرخندہ بنیاد

۱۲۷۹ھ ہجری مین جو مجھہ آرزومند سفر کو اتفاق عزم گام فرسائی جانب

دکن غریب نواز ہوا نیرنگ غربت سے دمساز نا امید کام فرزائی محسن ہمائی

جناب مستطاب محی اموات مصائب و خواری ماہی رموز امورات سرکاری

خردمند دانا دل والا منزل کرم گستر شریف پرور وسیلۂ بے وسیلگان
علی الخصوص بحق ہندیان محی الدولہ قاضی محمد یار خان صدالصدور
طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ وار ملبدۂ حیدر آباد فرخندہ بنیاد ہوا گو یکسال
و یک ماہ شہر مین قیام کا اتفاق مجھ ناکام کو ہوا پر ایسا جیسا کہ نہین ہا جو کچھ
شرف حضوری بار حضرت دیوان ابقاہ الرحمن کا نشان و توقیر نذر ملازمت
و ادب گذاری ہر روزہ کا فرمان پایا اور تیرہ مہینے برابر ستایش گاہ
صبح گاہ پر ہر دن آیا لیکن جو مبتلائے مصیبت دوازدہ سالہ ہونا قسمت مین
لکھا تھا ایک ایسا معاملہ عجیب ہوا کہ پھر عازم وطن یہ غریب ہوا مگر اوسی
ایام مین یہ سیر و تماشائے شہر کمال حیرت تھی کہ یارب احسن بلدان

یہ بلدۂ فرخندہ بنیان جہان الماس و زر کی کان اوس بستی کا یہ سامان
آباد بکثرت لیکن محتاج تربیت بازار شکستہ و زار نے ساکنان خود سے
بسے بہ آزار ہر طرف خس و خاشاک بیشمار ہر سمت قاذورات کا انبار نہ کوچہ
درست نہ گذرگاہ نہ راستہ صاف اور نہ راہ جمین خاص مشہور بہ چہار سو
المعظمت للہ جہان غلیظ کی بدبو اوسکے درمیان ایک آبگیر مثل ہیرے دلگیر
حیران جویندۂ قدردان لب افسردہ خشک زبان تفسیدہ رونگران
چہار سو تشنہ آب پانی اوسکے حق مین نایاب ابر کا دل بھی کبھی نہ اوسپر
ترس کھائے اگر برسے تو علحدہ اوکہین برس جائے دکاکین مسکن
مساکین نامیسری اشیا کی یہ صورت کہ کسیکو اگر جامہ نو کی خواہش ہووے

اور چاہیے کہ جگنائی اور مخمل کے کپڑے بنائے تو حیدرآباد سے لشکر یعنی
حسین ساگر تین کوس بنالے اچھی چیدواری تھی بدشواری تھی کہ ناگاہ فیض
یزدانی و لطف سبحانی نے بہستان ممالک دکن پر بہار تازہ نظر آئی خصوصاً
دارالحکومت حیدرآباد نے زیب و زینت بے اندازہ پائی یعنی حسن ارادت
و صدق نیت خیرخواہ ملک و ملت معلی القاب نواب مدارالمہام
سرکار عالی دام اقبالہ سے بتاریخ غرہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲[illegible] ہجری مابین
عیدین الکریمین جسکی ابتدا و یوم میمنت و فرخی سے مربوط الو باد وحیدہ
دولت و کامگاری و نونہال بہشت و جہانداری قرۃ التاج سلاطین دکن
برگزیدہ رب ذوالمنن گل نو دمیدہ چشم اقبال را نور دیدہ محبوب دلخواہ

بمطالب خلق اللہ جہان وجہانیان پناہ تازگی فزاے دولت دیرگاہ رونق بخش
مسند آصف جاہی تا حصل فیض آلہی جم سیرت سلیمان سریرت فریدون صولت
سکندر شوکت چہرہ آراے تاج نگین جلوہ دہ زمان وزمین برطرف کنندہ
گرسنگی جہان زندہ سازندہ نام قیصر وخاقان سلطان ابن سلطان خدیو گیہان حضرت
ولی النعمی محبوب الدولہ محبوب علیخان خلد اللہ ملکہ وادام اظلالہ
علی راس سایر الناس بحق اعوذ برب الناس آغوش دایہ مین زینت دہ
اورنگ جہانبانی توقیر بخش مسند قلیج خانی ہوے سبحان اللہ کیسا یہہ
ظل اللہ ہے جسکا نام مبارک مفتاح فتح الباب مانند بسم اللہ ہی عہد خود
اوسکا مہد بنا جسکے زمانہ مین سائبان امن وامان تنا ایسا کون صاحب پیرآیا

کہ جسنے عہد طفلی مین تاج پایا دست بقبضۂ شمشیر تھا اور دہن آلودہ شیر زمانہ نے
خود عہد دولت اوس نو رسیدہ ابہت مین تازگی اختیار کی اپنی کہن سالگی سے
عار کی آپ یہ نہ سمجھیے کہ وہ زمانہ قدیم ہی بلکہ بلباس نوزادگی اوس نونہال
فرمانبری کا مصاحب و ندیم ہی اقبال دمساز طالع ہمراز شہر نیا شہریار نیا
ہر چیز کی از سر نو ابتدا عیش و راحت کا ہر طرف سامان ہر شخص شادان و فرحان
مکہ مسجد انتخاب چار مینار لاجواب شہر صاف بازار شفاف چارسو دکانین
با زینت وزین پرانی رسوم معدوم نشاط و انبساط کی چار طرف دھوم
طرز قدیم کا اب کام نہین آبگینہ چارسو کا وہ نام نہین حوض گلزار صنعت
پروردگار فوارہ اوسکا بہزار زبان ثنا خوان نزہت و شادابی آبگینہ سے

رطب اللسان رسان اجناس روزگار بیشمار متاع حسن وخوبی کا انبار
درانبار رشکرہ یعنی حسین ساگر کا بازار مثل دوکان بے متاع شرمسار
اب وہان کے خریدار جو عمدہ چیز نہین پاتے ہین تو یہان آتے ہین رونق
وآبادی روزافزون بلدہ اس ترقی پر ہی کہ رشک اسکے روبرو ابتر ہی مخفی
نرہے عرصۂ پانچ سال مین جب کبھی بندہ بحکم ضرورت سوئے بلدہ آیا
دس پانچ دوکاندار بیس پچیس سودے والے سو پچاس پیشے دار نئے
پائے غور کیجے تپھر گھٹی کی سوہری کیسی پٹی ہی باغ عامہ پر از حسن وخوبی تا
اظہار مبالغہ حسن مدحت ہی یہ باغ رشک جنت ہی حضرت آدم اگر اسکو
پاتے کبھی گیہون نکھاتے ہر گل بازیب وتجمل یاسمن وریاحین بہ سنا

زینت وزین لالہ و نسرین داغ دہ رخ حسینان مہ جبین ہر نخل بار ور ہر شاخ
باگل و ثمر روش بروش خاطر صافی گہران صاف ہر پٹری مثل آئینہ بلورین
شفاف ہر نونہال بجاے خود بے مثال نسیم و صبا صبح و مسا در پے کار فرمائی
باد بہاری ہر دم مصروف جلوہ افزائی فیض نزہت مدحت اس روضہ
رشک جنان سے خامہ خشکیدہ زبان اسوقت ایسا سرسبز شاداب ہی
کہ اگر توصیف باغ مین ایک کتاب تصنیف کرے تو ممکن مگر حرف سراکو
صرف اظہار حسن و لطافت باغ مد نظر نہین متصل اوسکے ریلویکا اسٹیشن
حل مشکلات کا معدن باعث عبور مرور خلق جہان روز و شب آگ گاڑی
مانند توسن نفس روان ہی ہر چیز کا جدا انتظام خلق خدا باآسایش و آرام

نہ چور کا کھٹکا نہ راہ زن سے ڈر بے خوف وخطر جہان چاہے ایک نابینا چلا جائے
عصائے راہبر کی حاجت نہین ہر سمت سڑک بیدھڑک جائے غور ہی کہ ایسے
کوہستان و دشت و خارستان مین کہ تصادم جبال سے وہم و گمان کا
گذر محال تھا وہ راہ نکالی ہی کہ وہان ہر دم گذر صاحبان مال و منال ہی
باب امن وامان واہی کسی ایک کا متعرض نہین دوسرا ہی فرمانبران
روزگار کا طرز انتظام یہ ہی کہ رعایا کو زبون و ناچار ارباب فتنہ و فساد سے
اخذ ہتیار کر انتظام مملکت کرتے آلات سرزنش اونسے لیکر اونکی سرکوبی فرماتے
ہین یہان مفسدین کے پاس آلات سرکشی موجود اور پھر باب فتنہ و فساد
مسدود تمام کا سد و اسیاف در غلاف ہر شخص کا دل باہمہ گزند کسی سے قصے

نہ مصاف آز مور تا مار مطیع انصاف آشوب فتن ملک دکن تیرے ہے سے ظلم

اس زمانے مین پنہان ہوتا ہو اقوائے ظلم بفرط انفعال مثل ضعفا داد خواہ ہین

تہمتنان ظلم پیوند اب ایک پیرزال کے بندہ درگاہ ہین گرگ غنم کی چوپانی

کرتا ہی شیر بھیڑ سے درتا ہی کجی نیش کہ عقرب کا کیش ہی لیکن اندنون سیاست

انتظام سے دور اندیش براہ راستی درپیش ہی موقع ایذا ہی یہ دُم دبا سیدھا

گھر کو بھاگتا ہی موذی کُشی کا اس درجہ اذن عام ہی کہ جنگل کے سانپ مارنیمین

ملتا انعام ہی چنانچہ قصبۂ بھونگیر مین مینے بچشم خود دیکھا کہ سپیاران قوتکیو

لڑکے مار کر لائے اور انھون نے حسب دلخواہ انعام پائے ایذا رسانان خلق کا

فقدان اور مظلومونکی خاطر عیش و راحت کا سامان قیدیون کیواسطے گندم

بن بیخ دینے کا حکم ہی مور ضعیف پیل دمانکا حریف پشہ بمقابلہ شیر دلیر ہی

روحیلونکا زور عربونکا شور کیسا گھٹا انکے مظالم کا بادل کسطح پھٹا ہر زورمند

اوس خیل کا اب غریب مثل پیل ہی اور ہر عرب غاورایک کو توالی کے

جوان نحیف و ناتوان کا ذبیل ہی داد نے اپنی داد پائی معدلت و انصاف کے

خود یہان کے حسن انتظام سے رونق ہاتھ آئی یہ کس وجہ سے اور کس سبب سے

یعنی بتوجہ پاک روشن ادراک ذات قدسی صفات ارسطو فطرت

فلاطون فطنت سکندر رکمر فریدون فر جم حشم آصف دم سلیمان قدم

نوشیروان آئین خاقان تمکین حافظ ملت و دین قایم شرع متین زینت بخش

جاہ و تجمل واقف اسرار جزو کل منادی فرماے آشتی ہمکنان و تشنی رباے

جملہ جہان معدن مروت وحیا مخزن صدق وصفا خاتمہ دفتر خیر گوہر
تقویت دہ دودمان آصف جاہی مالک نظم امورات جہانبانی خیر سگال
دودۂ قلیج خانی سراج منیر بزم ہستی یگانۂ آفاق آقا پرستی شناہی لباب
وزیر خاقانی در پیرایۂ اہل تدبیر شہسوار میدان سخا فارس عرصہ گاہ وغا
محیط جود و کرم کیوان علم لقمان حکم بر جبیس شیم تازگی بخش ملک و مملکت
رونق افزاے جرات وہمت مقنن قواعد سلطنت دکن تسیر فرماے
تابلندن فرمانفرماے صبر وتحمل باعث ایجاد صلح کل مصطفوی نسب
مرتضوی حسب خلق گو حق جو داور داد او رخدیو داد گستر عالی دودمان
والا خاندان برگزیدۂ کائنات برستودہ ششں جہات محسن تاجوران

بحر ماثر ان فرمانروائے ہر ملت و کیش فرمانبر فرمان روائے خویش

خیر اندیش سرکار عالی متکفل تمامی مہمات ادنی و اعالی حضرت آصف ایام

سلیمان مقام باعث امن و آرام کافۂ انام رونق بخش ننگ و نام مریخ

حسام سُہا سہام ہلالی نیام خورشید احتشام ہیبت فگن خاطر ضرغام

زینت فزائے انتظام صاحب نظم و اہتمام مرجع خاص و عام منفذ احکام قدر

انضمام مالک حل و عقد اجرا کنندۂ تنخواہ نقد دریا نوال نیسان مثال خجستہ خصال

ہمایون فال قسام رزق بمثابہ حضرت میکال نظر کردۂ ایزد متعال

جناب سید تراب علیخان شجاع الدولہ مختار الملک

سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار نظام

ابقاء اللہ و دولتہ بالدوام سبحان اللہ یہ کیا نام مبارک میری زبان پر آیا

مین اور یہ نام ستودہ خاص و عام جسکا شور و تحسین زمین و آسمان سے

پیدا اور غلغلۂ آفرین ناصیۂ کن وکان سے ہویدا مجھکو ادعاے مدحت سرائے

بخیلت مدح خود نمائی منظور نہین اسوقت جو زبان قلم سے برآمد ہی نہ از روے

خوشامد ہی بلکہ بعنوان سپاس گزاری مجھپر مانند حق ساری اور مثل منصور

کلام ان ہذا الحق جاری ہی ایک مین کیا تمامی ہندی و سندی و مدراسی

و فرنگی یہودی و پارسی وغیرہ شکر انعام ملک علام بجالاوین کہ اوسنے

ایسے قدسی نفس کو اپنے مخلوقات سے جامہ اوصاف متقبس ہوکر ہمپر

مختار کیا اور اختیار جزو کل دیا ہی اول شرف جو ہر ذاتی کہ مثل سلک گہر

پشتہا پشت سے برابر ہی جنکا اس زمانے مین دو تین پشت سے صحت
نسب اور حسب حال ایک طور چلا آیا پس وہ سنداً افتخار حسب و نسب
کرتے ہین ذرا مسند سے نہین سرکتے ہین یہان صدہا سال سے والا نسبی
عالی حسبی یکسان چلی آتی ہی ایسی درستی تسلسل تو کہین نہین سنی
جاتی ہی چنانچہ ایک روز مینے اپنے والد سے کہ وہ ماہر انساب حقیقت
صنادید گذشتہ و حال کے ایک کتاب ہین سوا ے لکھنو و دہلی کے
اس بلدہ مین وہ تھوڑے دنون مین ہر شخص کے حسب و نسب سے
ایسے واقف ہو گئے ہین کہ یہان کے باشندے اپنی لاعلمی سے حیران
ورطۂ عجائب مین اونکے سامنے غلطان ہین دریافت کیا کہ قبلہ و کعبہ

سچ فرمایا کہ سرکار لکھنؤ مین از عہد آصف الملک تا خرابی مملکت جتنے

وزرا و امرا مین اپنے نواب صاحب ممدوح کے مقابل کوئی سنا یا پایا

منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کا نہایت حسن انتظام مین زور شور تھا

اونکی نظیر یہان لا سکتے ہین فرمایا استغفر اللہ حکیم مہدی کجا تم نواب

سعادت علیخان بہادر مغفور کو جنکا نظم و نسق زبان زد خاص و عام ہی

اول یہان مقابل کرلو فرزند من مین یہ نہین کہتا کہ وہ برے یا نالائق

تھے اونمین سے ہر شخص دو چار صفتونمین موصوف اپنی کسی ایک خصلت سے

معروف ہوا میرا تو قول یہ ہی کہ عہد شاہجہان بادشاہ تخت نشینان دہلی سے

آجتک کوئی شخص بندگان مدار المہام سا موصوف بہمہ صفت نہین گذرا

…ن خرحت ذات دوسرے جامع صفات ہرچند حشمت واقبال اونکو زیادہ حاصل تھا مگر طبع جانب اعتدال مائل نہوئی کوئی سخاوت مین ازحد کسیکو اپنے رتق وفتق پر گھمنڈ یہان ارتقاء اقبال کے ساتھہ ارتفاع اعتدال ہی مین کیا ہند سے تا سند اور پنجاب سے تا دکن وبنگالہ سے تا کشمیر مقرر ہر برنا و پیر ہی کہ بندگان مدار المہام کا زمانیمین نہ کوئی نظیر ہی سوائے ارشاد قبلہ وکعبہ مولف نے بھی دور و دراز سیاحی کی اور ہر صغیر وکبیر سے ملا مگر ممدوح کا نظیر نہین سنا مہاراجہ جنگ بہادر جنکے حسن انتظام کا شہرہ ہی واقعی سیاست ملکی کا خوب رنگ جمایا بلکہ بخت خفتہ نیپال کو جگایا مگر یہہ بات اونکے نزدیک دور نتھی کہ وہ خود ملازم تھے

اور اور ملک کے رئیسون کو لاشے جانتے جو اونسے بہ تعلق بیش آنا اونکو
مانتے بندگان ممدوح بفضلہ واقبال سرکار عالی تمام ہندسند کے رئیسون سے
برتر ہین لیکن فروتنی کا یہ عالم ہی کہ اونے رئیس کو اپنے سے بہتر جانتے
ہین چنانچہ ۲۶ ذی حجہ ۱۳۰۲ھ ہجری ہنگام داخلہ لکھنؤ عجب جیف کشنر اودھ
اور پھر اونکا خدمت ممدوح مین آنا اور کثرت اخلاق و فرط وفاق سے
مرید و منقاد بنجانا سب پر آشکار ہی اور میرے روبرو صاحب لکھنؤ سے کہا
کہ مدار المہام سرکار عالی کو جیسا ہمنے سنا تھا اوس سے فضل پایا
راجہ تکوجی راؤ ہلکر بہادر والی اندور کی ملاقات زیب حکایات ہی باینہمہ
اقتدار ایسا عجز و انکسار روشن جمال صاحب اقبال جامع کمال

نم ملک ومال خجستہ خصال قامع اساس بدعت قاطع بنیان ظلم

وشدت صاحب ہدو ورع بانی قوانین شرع غلغلہ افگن عدل وداد

بیخ برکن فساد سخاوت مین اگر ابر سے مثال دون تو شرم آتی ہی یہ بات

کل کی مجھے یاد آتی ہی کہ سال گذشتہ ابر زمین پہ بخیل ہوا اور خشکی سے

غیر حال زرع ونخیل ہوا چرند وپرند مبتلاے گزند نالہ گرسنگے آسمان پر

بلند لوگ بھوک سے ایسے تنگ آئے کہ زن وفرزند سے ہاتھ اوٹھائے

یہ نوبت آئی کہ اطفال خرد سال سے کنارہ کرنے لگے صرف اپنی شکم پروری

فکر مین مرنے لگے بیچنے اور مفت دینے کا بازار گرم تھا بلکہ بچون کو کوئی

مفت نہین پوچھتا انسان سی شی کا ایسا سودا نرم تھا اوسوقت سحاب کرم

نوابصاحب بہادر نے جوش کیا ہرجا یہ اشتہار دیا کہ اہل استطاعت غریب

اشخاص قحط زدہ کی دستگیری کرین اور جسطرح ممکن ہو بچون کو لیوین

مثل فرزندون کے پالین بعد رفع قحط کوئی وارث اونکا اگر طلب کرے

فوراً حوالے کرین اور بحفاظت سرکار ہزارون جمع کرائے ہرجا تقسیم غلہ

اور طعام پختہ انعام کیا جاتا تا مینے سنا ہی کہ بمقام پرینڈہ و رائچور وغیرہ ہزارون

آدمیون کو کھانا بٹتا تھا اس مدد و ہی پر بھی جناب مدار المہام نے اوس

ایام مین ایک شب با خاطر براستراحت و آرام نہین فرمایا لمحہ بالش خواب

سر رکھا کہ خیال ضیق و تنگ حالی خلق خدا آیا اور ہر وقت ارکین سلطنت سے

مشاورت و چارہ جوئی زیست خلائق پیش تہی اب جا سے غور ہی

تو یہ جہان آسمان باایہمہ رفعت و شان ہمت ہارا ایک قطرہ پانی کا اوج ہو سے
نہ اوتارا سحاب بے دانہ و آب روز و شب بھو کا پیاسا پھرتا لیکن سپہر بے
مطلق اوسکی یاوری نہین کرتا اس فتنہ محشر زا سے خود آبائی علوی تمامتر
دہک رہے تھے کہ طاس فلک مین وا نہا سے کواکب سنگریزۂ آہک تھے زمین
سوے آسمان زبان خشک نکالے آسمان تکیۂ سحاب پر گردن ڈالے نڈھال
پڑے ہوے تھے ایسے وقت مین جناب مدار المہام نے ایک عالم کو تھام لیا
مین یہ نہین کہتا کہ حکام داد گر اپنے ملک مین تائید خلق نہین کرتے اور
تدابیر انسداد فتنۂ دہر کی بجا نہین لاتے لیکن سواے حراست و حفاظت
سرکار کبھی کسی حاکم نے ذاتی کوئی قحط زدہ کا بچہ پرورش نہین کیا ہو گا اور

نوابصاحب کی توجہ اور حسن تدبیر سے تمامی عمایدو اہلکار بلکہ حیدر آباد سے
ڈھیر و چمار نے ر ار قحط زدہ پاے ہون گے انجام کار بفضل تائید الہی وسعی
و فکر دولت پناہی قحط سر زمین دکن سے خود قحط ہو گیا جب اوسکا اس ملک مین
کچھہ زور نچلا تب مطمورۂ عدم مین جاکر سو گیا آسمان بلندی ہمت جناب
شجاع الدولہ بہادر سے شرمایا آخر کار پانی برسایا گرانی زمانے سے رفع ہوئی خلق نے
زیست تازہ پائی ہر کشت زار سرو سبز و شاداب ہر تالاب بمنزلہ دریا ہر چشمہ
چشم نمائی تالاب برسات کا حال سب پر روشن ہی قلم کی اوسکے بیان مین
قطرہ زنی بجز عبارت طولانی اور کچھہ حاصل نہین بندگان جناب مدار المہام
کے کس انتظام پر نظر کیجئے اور کس منت و احسان کی داد شکر و تیجیے وقت

اشغال حضرت خاقان جناب فضل الدولہ جنت مکان و رونق بخشی

جلوس بندگان باقبال رئیس حال کیا معاملہ پیش تھا عجب تھا کہ حیدرآباد

کورٹ ہوجاتا مثل بروده و دیگر ممالک ہندیہ ملک بھی تصرف اولیاے

دولت انگلشیہ مین آتا لیکن مؤید سلطنت دکن نے اس مشکل کو کس آسانی سے

حل کیا زمام حکومت کو قبضۂ اقتدار سرکار سے جانے نہ دیا رازقہ غربا و امرا برقرار

رکھا ورنہ بہرحال حال نائب و مناب اور لبیب و لباب سب پر ظاہر تھا کیفیت

جاگیرداری و منصبداری سب کی معلوم ہوتی یہ حوصلے جو اسوقت سلامتی

بندگان عالی و خیر سگالی نواب صاحب سے بڑھی ہوے اور بڑھ رہے ہین

اوسوقت دیکھے جاتے کہ کس قدر بلندی کرتے ہین یہ امر غور نہین فرماتے

کہ میرے ممدوح نے آبروے ملک و مملکت رکھ لی عثمان حکومت کف اغنیا

حیدر آباد سے جانے ندی ذات ممدوح مثل طبیعت مجردہ کارفرماے ابدان

مدن اور چار معتمد بشابہ اربعہ عناصر منتظم ممالک دکن ہین اور چارون صدر المہام

مانند چار اعضاے رئیسہ یعنی دل و جگر و دماغ و معدہ متصرف نظم سلطنت ہین

جناب صدر المہام مال جامع کمال صدر المہام عدالت صاحب ثروت و ایالت

صدر المہام کوتوالی غریبونکے والی صدر المہام متفرقات واہ کیا بات مجمع

حسنات معدن صفات اور ان حضرات کے معتمد موصوف بصفات

بیحد اونمین مخصوص مولوی عنایت الرحمن خان منبع خوبیہاے بیکران مصدر

جود و احسان رحم و کرم اونکا ذاتی شعار ہی ذات موصوف خلق پر لطف

کرو گار ہی خاصتہ اہالیان سررشتہ تعلیمات کے سر پر چتر فیض یزدان سایہ
عنایت رحمن ہی سبحان اللہ کیا داور شریف نواز قدر دان ہی جسکے ظل حمایت
مین ہمسے پشہ صفت مور مثال شیر ژیان پیل دمان سے نہین ڈرتے بلکہ
زمان سابق مین جب میرا مقابلہ حریف سے تھا اور وہ ہمیشہ میری تلاش مین
رہتا اور مین ہر وقت جناب موصوف کے لطف و کرم پر گھمنڈ کرتا اور
یہ کہتا بیت دشمن کے ڈرانیسے کبھی ہم نہ ڈرینگے * بھروسے ہوے بیٹھے ہین
عنایت پہ کسیکے * پس جناب مدار المہام سرکار عالی نے کیسے کیسے عہدہ داران
ذی وقار چن چنکر شایان کارہائے متعلقہ خود مامور فرمائے ہین اور اونکو
اختیارات فراخور خدمت مرحمت کرکے پھر زمام اختیار سبکی از جز و تا کل

اپنے اقتدار مین رکھی ہی کسیکو بحالی پچاس روپیہ کی قدرت ہی اور کسیکو
موقوفی سو روپیہ ماہوار کی جرات ہی اور عجب یہ کہ انمین سے ایکصاحب کو
تقرر یکروپیہ ماہانہ یا برطرفی ملازم دو روپیہ مہینے والے کا اختیار نہین مجال
کیا کہ کوئی بلا اطلاع سرکار کسیکو ما ہورو موقوف کرسکے چنانچہ دو یکروپیہ مہینہ
کرایہ مکان کی کیا حقیقت ہی وہ بھی بلا منظوری بندگان جناب ممدوح
مقرر نہین ہوسکتا ہرچند عہدہ داران بالادست اپنے ماتحتون کی شکایت
ازرہ نفسانیت تحریر کرتے خواہان موقوفی ہوتے ہین مگر پیشگاہ سرکار مین
تمام حق و باطل جدا ہوجاتا ہی کوئی شخص بلا ثبوت جرم صریح برطرف نہین
ہونے پاتا ہی رعایت حلم بہنہایت اسقدر کہ فرمانبردار ونکو حسب قاعدہ

سزادیتے ہین لیکن رزق اونکا چھین نہین لیتے صفت ستارے

معرا از گفتار ہی پس سرکار والا کا مقولۂ شیخ علیہ الرحمہ پر مدار ہی بیت

پسِ پردہ بیند عملہاے بد ٭ ہمو پردہ پوشد بآلاے خود

اظہار عطا مورث آل عبا مجال قلم من کو تہ مقال نہین کہ دامنِ تنگ

قرطاس ہین بیشمار زرفشانی سرکار کو اساس کرون ذراسے حیلہ کار مین

مرحمت گنج بیشمار ہی تنکے کی آڑ مین عنایت ہوتا زر کا پہاڑ ہی اگر کسیکو

راے چند پر گھمنڈ ہو تو پر ظاہر ہی کہ وہ چند تھا اور یہان وہ چند ہی نظم ونسق

ملک کے لیے درماہہ دار بیش قرار صدہا منصب دار ہزارہا وظیفہ خوار لیکن

بیکار کوڑی اور بیوجہ حبہ ضائع نہین ہونے دیتے اس جا خواہش وسوال

طلحہ رضی اللہ عنہ اور جناب ساقی کوثر وصی پیغمبر علیہ السلام کے چراغ بجھانیکا
حال سمجھہ لو چنانچہ سمت شرقی قصبہ بھونگیر تعلقہ ویلکنڈہ ضلع نلگنڈہ مستقر
کچہری صدر تعلقداری زمانہ خاصّہ اولاد علی میر مومن علی صاحب صدر
تعلقدار مرحوم مین آٹھہ آنہ ماہانہ معاش گربہ کشندہ موشان دفتر بلا منظوری
سرکار اجرا انہونے پائے ہرچند صدر تعلقدار مغفور سے بہت زور مارا اور
بلحاظ رقم جزو سکے ادھر اودھر کاغذ دوڑاسے مگر رقم غیر معالی تھی بلا التماس
در قبول سرکار کسیکو اوسکے منظور کرنیکی جرأت نہوئی تخمیناً دو سال اسی پیشرو پیشین
پیہ مقدمہ پیش ہوا کہ بمقدار قلیل مقدمہ معاش گربہ ذلیل پیشگاہ سرکار مین کیونکر
لایا جائے لیکن کوہ سے تا کاہ کہ سب حالت وپناہ سرکار مین ہین اور بغیر اجتماع

جزئیات کلیات محال ہی آور یہ جزو کیا ہی اس سے ادنی تر بلا اطلاع و خبر حافظ

باخبیر جناب مدار المہام اجرا ہتین پاتا ہی بیان مہر تابان ذرہ رخشان کی درست

مثال ہی کہانتک تفسیر آگاہی خاطر خبیر سرکار زیب رقم کرے زبان لال ہی

یہ جو میرے قلم سے برآمد ہوا فقط میری آگاہی کا نتیجہ ہی اور میری آگاہی بھی

ایسی جیسے معاش گر بہ ضعیف ایک سر رشتہ مدارس کا منشی اوسکی دانست

مو دریافت کیا اگر وفاتر اعلی مثل صدر المہام مال و عدالت و کوتوالی و متفرقات

وغیرہ سے دریافت کیجئے کہ تجاویز سرکار کسقدر فائق اور سبکی تجویز پر فائق ہین

بڑے بڑے اولجھاو جنکی گتھیان مثل پہاڑ کے کانٹون کی آڑین تھین وہ

ایک سلجھاؤ مین آئین واقعہ دانان انصاف پسند پر مخفی نہی کہ فتنہ انگیزی

بعض قوم مہدویہ اور خونریزی اوستادبندگان حضور نزدیک و دور مشہور
ہی کیسے وقتین اسکا پیش آنا اور کس آسانی سے اس مہم سخت کا طی پانا مقسدین
کا اخراج منتبرین کا رواج کیسے شخص کا خون کس جگہ بہا اور از رہ معدلت
اوسکی بجاے جزا صرف شخص قاتل پر ادا متعصب لوگون مفسدہ پردازون
کے دانت کھٹے ہوگئے خائف و ترسان مہد امن و آرام مین سو گئے کسی نے
یہ نجانا کہ یہ معرکہ کیا تھا اور کون سی بات تھی جاے غور ہی کہ خرابی ملک و ملکیت
کے لیے یہ بات مصدر آفات کیا کم تھی خصوص ایسے وقت مین کہ مزاج ارباب
انگلشیہ کمال نازک ہی تتمہ غدر کا متحمل نہین اہل مناصفت اس قضیہ مہدویہ کو
اوس قضیہ اول قتل ما قبل تہیلی اہل حیل سے فی المثل موافق کر معاینہ کرین

یا پچھلی خونفشانی معلپورہ سے مطابق فرمادیکھین تب انصاف کی داددین

بلکہ بلا تکلف مبالغہ مین عرض کرتا ہون کہ طوسی قدس سرّہ خداوند سخن کی

زبان سے بدیہۂ غیبی خاص دار وگیر جدال و قتال رستم و اسکبوس کے

واسطے نہین سرزد ہوا کیونکہ وہ دو گروا اگر گرداٰفت سے پژمردہ ہوتے تو جائے

عشرت و حسرت نتھی ہان حیدرآباد کی اوسوقت ملک و رعایا کی کھلبل

فرار و ضرار پر اگر سے تقضا گفت گیر و قدر گفت دد نہ کہو تو بجا ہی پس

یہ مصرع اس ہنگامہ محشر زا کے لیے بعنوان پیشگوئی بفحواے اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیذُ الرَّحْمٰن

اوستاد نے پہلے ہی موزون کیا ہی اور جب اوسکا انفصال حسن تدبیر

نواب صاحب سے بشائستگی حال و قوع پایا تو فلک و ملک خوشدل آپس مین مل

یہ مژدہ سنایا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ۔ پس حسب منشاء
قضا و قدر و دلخواہ ملک و فلک عالی منظر یہ انصاف چکا ناحق و ناروا کسیکا
بال بیکا نہوا تہنیت دار و گیر و صلہ نصفت شاہانہ کے یہ دو مصرع کتاب
شاہنامہ مین موجود ہین جو صاحب چاہین ملاحظہ کرلین کارروائی روزمرہ
سے قیاس کیا جاتا ہی کہ جناب مدار المہام سرکار کا ہمیشہ یہ ارادہ اور ہر وقت
اس بات پر آمادہ ہین کہ کوئی شخص صدق دلسے بلا روی رعایت و شائبہ
نفسانیت ادائے کار سرکار مین میرا شریک و شامل ہو مجھے مدد دے انتظام
مملکت مین بمقابلہ سلطنت جمہوریہ میری اعانت کرے سو وہ آج تک ممکن نہوا
نہ طبقۂ اہل جاگیر نہ انصاف امرا و امیر مین زمرۂ ملازمان سے اکثر کو بصرف رزق خطیر

طلب کر مامور فرمایا لیکن اپنا سا ایک نیا پایا کسیکو انسانیت ہی تو روحانیت

نہین نفسانیت بغایت لاحق ہی اور جسکو روحانیت ہی وہ فطرت انسانیت سے

خارج ہی در باب نظم امور مملکت ضرورت تصیح و تنقیح ہی تحاجت وظیفہ وتسبیح

بہر حال ہر شخص مبتلاے ایک ایک نقص حال اور جناب ممدوح برگزیدہ

جملہ خصائل حمیدہ بجاے خود جاے غور ہی یہان کچھ بناوٹ ولگاوٹ کا

نہین طور ہی آزادانہ کلام ہی ہاتھ انصاف کی لگام ہی خوب خوض کر کے

دیکھو کہ بمقابلت گورنمنٹ جمہوری گورنمنٹ شخصی کس صلاح وانتظام کے

ساتھ حکمران ہی وہان سب کے اتفاق سے ایک قانون اجرایا تا ہی یہان

سب کے نفاق مین قوانین جاری ہوتے ہین اور اونھین اہل نفاق کو

وہ دباتے ہین کس آسانی سے اپنا مطلب لاتے ہین حکومت انگلشیہ کا
سرزمین ہند مین مدمقابل نہین کوئی دوسرا ہی ہر فرمانبر فرمانبر تمام ملک
وملوک کا سیر نیچا ہی اُس قلمرو کا ہر جاگیردار بجاے خود فرمانروا ہی اور ہر منصبدار کو
آلتمغا ہی لہذا اس تباین کلی پر کس ترکیب کے ساتھ نظم خربی ہو رہا ہی
داد گران روزگار حال کا شعار ہی کہ ہیچ نام حکومت اور بے مروتی کو عین
نصفت قرار دیا ہی گورنمنٹ نظام کی ایالت حکومت مہر و محبت و نصفت
و عدالت حلم و مروت کے ساتھ ہی ہر شخص کا حفظ مراتب اوسکے شایان ہی
چشم قہر سے نظر نمایان ہی اگر کوئی مجرم فیل نشین ہی تو اوسکی پاداش جرم بھی
باعزت و تمکین ہی اور تحقیقات سرکار کا ایسا اثر ہی کہ مجرم ثبوت جرم سے

خود قائل ہو کر نسز الطیب خاطر قبول کرتا ہی اندوہ و صدمہ مکافات سے
نہین دل ملول کرتا ہی اس باب مین جسقدر طوالت مدح کرون مباح ہی
کہ گورنمنٹ انگلشیہ خود مدّاح ہی سرکار عظمت مدار کی عظمت کارروائیکے
روبرو سلف و خلف کے کردار و آئین کی کچھہ آبرو نہین جملہ قوانین کی
خواری ہی لیکن میرے ممدوح کی مدح ہر حاکم و عہدہ دار کی زبان پر جاری
ہی در باب ارادت و عقیدت فرمانبری و آداب چاکری ایک روز مجھسے
اکرام جنگ بہادر ناقل تھے کہ نوابصاحب کے خلوص اعتقاد و خصوص
انقیاد سے میرے ہوش دنگ و وہم و گمان کے قافیہ تنگ ہین یعنی وقت
رونق افروزی حضور پر نور بر کوہ شریف مولا بندگان عالی دام ملکہ تجھے پیدا سنی

پہاڑ کی طرف قلۂ کوہ مثل قوت نامیہ پیادہ روان تھے اور نواب صاحب
ہمراہ مثل سایۂ ظل اللہ باوجود شدت واذیت درد پاکہ اون دنون نصیب اعدا
ضرر شدید پہونچا زبردست چوٹ لگی تھی دوان تھے فرماتے تھے کہ میرا دل
نواب صاحب کی ایذا پر ملتا تھا لیکن ممدوح کے تیور پر بل نتھا مجال بشر
نہین کہ اس حال پرخطر سے ایک گام چلے نہ یہ کہ دوڑے مگر ہوا خواہی
بندگان اقبال ہوا کے مثال لیے جاتی تھی حقا کہ استقلال اسکا نام ہی
اداے فرض خدمت کا یہ مقام ہی نثار خواجہ عاشق نارا قابا اینہمہ جلالت
وعظم شان آپنے مالک پہ ہر لحہ فدا و قربان الغرض دفتر اوصاف ممدوح سے
کس صفت کا اظہار کرون ہر صفت ایک باب اور ہر وصف کی ایک کتاب ہی

اگر آیات مدحت سے ایک آیت کی تفسیر اختیار ہو تو وہ آیت آیۂ تکبیر اور تفسیر اسکی
کبیر ہی اللہ اکبر گو کہ میرے قلم کو حوصلۂ تسخیر کشور تصنیف و رقم حاصل ہی میدان
فراخ مصفّا از سنگ لاخ زبان لال نہین تنگ عرصۂ قال نہین مگر اندیشہ
ہی کہ مور ضعیف قابل مدح سرائی شیر بیشۂ شیر یزدان نہین بہ ستودۂ جملہ جہان
اور معترف اوسکا یہ نحیف و ناتوان ذرہ خورشید کا ثنا خوان طوالت مدح آخر
بطالت قدح پر منضم و کثرت آفرین گوئی انتہی لابہ سرائی پر مبہم ہوتی ہی حیثیہ
میری خوشامد گوئی شامل جریدۂ سپاس جوئی ہی کہ فدوی نوکر و چاکر ہی ادائے
سپاس تیرا ورد پاس انفاس شکرگذاری میرا وظیفہ شام و سحر ہی بلکہ اس سے خطر
کہ اگر کوئی ہر دم کہے کہ مین سچ کہتا ہون تو سچ اوسکا لائق پذیرائی نہین

بطور رہ رزہ ولایہ سرائی سمجھا جاتا ہی خاصةً مقام تعریف وہ ہی کہ کبھی تکلیف
تکلف سے پاک متصور نہین اس لیے مین سرجوشی لب مدح سرا پر مہر خموشی
رکھتا ہون اور محراب دعا پر سر دھرتا ہون کہ الٰہی بطفیل رسول خدا و تصدق
آل عبا عمر و اقبال بندگان عالی متعالی ثمار مین جسطرح ترقی اعداد اور صغار
مین جیسے قوت نامیہ زیاد و خاطر پر امید کو افزونی لذت مراد اور روانی
سیل کو مد و مداد حاصل ہوتی ہی اوس روش روز بروز بڑھتا رہی اور جناب
مدار المہام سرکار مع فرزندان والا تبار و تمامی اعیان و انصار تا ابد بسلامت
باکرامت و زیب دہ مسند حکومت و ایالت رہین تا سے انتہا یہ جو صفا فقرہ
دعائیہ ہی صرف ربط کلام کے لیے ہی ورنہ عاجز کی التجا یہ ہی کہ وہ عمر و اقبال

بندگان عالی و جناب مدار المہام کے لئے جسکی انتہا اور جسبن دولت کا
شمار و احصا نہو حضرت متعال سے عطا بلکہ اسپر بھی واہب بے منت کو
نہ اکتفا ہو یا الٰہی قبول فرما یا قاضی الحاجات پذیرا کر آمین ثم آمین

احوال مصنف

مخفی خاطر پر بصیرت ارباب ندرت و صفا نہ ہی کہ مصنف این اوراق
ستودہ آفاق جسکے پڑھنے سے خاطر تازہ میرا سخن بلند آوازہ ہو
احقر مضطر ضعیف کم ہنر کمینہ چاکر الموسوم بہ مرزا محمد باقر علیخان
معروف بہ فاتر وجراید سرکار آصفیہ مرزا نظام الدین احمد خان
خلف اکبر مرزا محمد تہور خان بہادر رسالدار شاہ اودھ و پنشن خوار دولت انگلشیہ

منصب دار سرکار آصفیہ عالی ابن نواب غضنفر الدولہ ظفریاب خان
مظفر الملک مرزا وزیر بیگ اشتہر بمینڈو خان بہادر سہراب جنگ مرحوم
خلف بیرم خان عرف مرزا محمد عبدالرحیم بیگ ولد نواب قطب الدین خان
ابن صلاح الدین خان ابن دیانت خان ابن عبداللہ خان خاص مسندی
وامراے فرخ سیری قوم ترک ارومچی برلاس کہ ترکی زبان مین عمدہ
سپہ سالاری کو کہتے ہین اور ارومچی برلاس قاچولی بہادر کا بیٹا ہی اور
جو تومنہ خان سے ہماری نسل طبقہ چغتائیہ سے ایسی جدا جیسے چولی سے
دامن بزرگان سلف ہمارے عہد فرخ سیر بادشاہ دہلی ترک بخارا کر ہند مین
آئی اور اوسی زمانہ مین کامیاب اور تیرہ آدمی ایک گھر کے علف تیغ

اجل تاب ہوے بربادی سلطنت فرخ سیر سے ہمارے خاندان مین ہنقدر

خرابی آئی کہ اوس غدر مین بجز مستورات کوئی نام لینے والا یانی دینے والا

نرہا نئے وطن سے آئی نہ کچھ دیکھے نہ دکھائے وہی عروج پائے اور وہی

بزمرہ خیرخواہی وجانبازی پردۂ گور مین سمائے جد اعلی اوس ہنگامۂ محشر زا مین

زیب دہ برج حمل باقی رہی الغرض مرزا وزیر بیگ خان المشتہر مینڈو خان بہادر

گارن صاحب کے رسالہ مین نوکر ہو کر بہ ترقیات متواترہ کامیاب اور عہد

میجر باٹلی صاحب مین سکس بعدہ ایکہزار سوار کے کمانیر مقرر ہوے

یعنے باٹلی صاحب بضرورتے استعفا دیکر عازم لندن ہوے اور یہ رسالہ

بطلب غازی الدین حیدر شاہ اودہ مغفور لکھنؤ بھیجا گیا وہان اس رسالہ کی

قدر افزائی ہوئی اور نواب معتمد الدولہ سید آغا میر خان بہادر وزیر شاہ اودہ
نے جد مغفور کی رتبہ شناسی کرکے ہر روز کی کام بخشی سے ایسا سرفراز کیا
کہ اوسکا بیان ہر شخص کے صفحۂ زبان پر ہی اور جد مغفور نے بکمال دیانت
و صیانت ایسی کارہاے نمایان کیے کہ جنکا وصف و فاتر سرکار عظمت مدار
انگریز بہادر و شاہ اودہ مین مرتسم ہی لکھنؤ مین جد مغفور سے اعلیٰ تر عہدہ دار
اور ارکین و اساطین سلطنت نامدار گذرے اور دولتمند ایسے کہ دولت
رام سندیہ اونکا ادنی غلام کہا جائے مگر خالق نے جو ناموری اور
نام آوری جد مغفور اور والد ماجد کو عطا کی وہ محتاج میرے بیان کی
نہین تمام صغیر و کبیر واقف ہین مشہور جہان مذکور بلدان جسن جا مسنو

آنحضرت کا ذکر یہان وہان مطبوع ہمگنان بس اوس نام اس نشانکے

بعد غزل سرکار لکھنؤ قدردانی اگر فرمائی تو جناب مدار المہام سرکار عالی

دام اقبالہ نے بلکہ میرا گمان یہ ہی کہ سرکار اودہ سے بھی زیادہ نوازش

فرماہین کیونکہ وہان بجلدوے سروہی دجان فروشی کام بخشی فرمائی

تھی اور یہان قدر افزائی نام پر منصب عنایت فرمایا اور ادائے

حق خدمت سرکار شاہ اودہ کو جناب مدار المہام نے اپنے ذمہ ہمت

لیا ہی مجھے یہ قصہ خوبی یاد ہی کسی وقت نہین بھولتا اور بلحاظ اسی لطیفہ

وارشاد بزرگ خود قلیل وکثیر پر نظر نکر سررشتہ تعلیمات مین لکھنؤ سے

آکر بندہ منسلک ہوا یعنی ستہ یا کم وبیش آن والد بزرگوار راقم

حسب الطلب جناب محی الدولہ بہادر مرحوم عازم حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوے
اور سیر کنان دیار اندور مین داخل ہوسے جناب تکوجی راؤ ہلکر بہادر نے
بکمال تعظیم و تکریم ملاقات اور بہت تواضع و مدارات فرمائی خلعت فاخرہ
مع نیزہ عطا کیا اور یہ وعدہ دیا کہ تمھارا قصد اگر حیدرآباد جانے کا ہی
تو بسم اللہ تشریف لیجاؤ وہ سرکار عالی ہی دیکھہ آؤ مگر جب تم یہان آ وُگے
دوسو روپیہ ماہوار کہ وہانکا روپیہ بمنزلہ چہرہ دار کے بلکہ کبھی کچھہ زیادہ
بھی چلتا ہی بذات اور سو روپیہ کسی فرزند کے نام سے پاؤگے اقرار
ستمی ہی شاید والد کے پاس سند ختمی ہی کیونکہ یہ وعدہ نادرست ہوتا
کہ نشان راستی شمول عطیات نیزہ تھا جناب والد نے عاجز کو

اندور سے یہ کیفیت تحریر فرمائی مینے ملتمسانہ ارقام کیا کہ بہتر ہی آپ وہان

قیام فرمائین اب حیدرآباد کے جانب باگ نہ اوٹھائین قبلہ وکعبہ

اس تحریر راقم سے نہایت آزردہ وبغایت افسردہ ہوے کہ برخوردارمن

زنہار فسخ عزیمت حیدرآباد کے نسبت مجھے آیندہ نہ لکھنا تمہاری ہمت

پست ہی خود مہاراجہ صاحب فرماتے ہین کہ اندور کی کیا بود وہست ہے

وہ سرکار عالی ہی ہماری قدر اگر ہو تو وہین ہونیوالی ہی خریدار

استخوان کہن سوا ے جناب مختار الممالک دکن دوسرا نہین اول

حکومت دین دوسرے سرکار پرجلالت وتمکین آلغرض استحکام

شوق موصوف کو کھینچ کر حیدرآباد لایا اور جناب مدار المہام

سرکار نے سرفراز فرمایا اب تمام خاندان وقف ہجو و آستان ہی

تیرے قبلہ و کعبہ نے نواب صاحب کی چوکھٹ تھام لی اور یگانہ و بیگانہ

دشمن کو صلائے عام دی ٹوٹے پھوٹے کنبہ کے لوگ اور غیر بھی اب

ساتھ ہیں اسی سبب سے وہ مصدر اخراجات ہیں تخمینی مصارف تو فی

حال بہرحال موصوف سے بعید نہیں آمدنکا سرمایہ اونکو کافی و مفید نہیں

عشق پر از صدق والد ماجدم بآستانہ نوابصاحب بہادر

یعنی جب قبلہ و کعبہ احقر سفر حجاز سے بعد حصول شرف حج و زیارت

ذریعہ رخصت لکھنؤ تشریف لیگئے ایکدن بار متعلقین سے پریشان ہو کر

فرمایا کہ متعلقین کو حیدرآباد ہمراہ لیجاؤں یا خود تنہا چلا جاؤں میں نے عرض کیا

کہ آپ چاہین جائین یا نجائین منصب تو غالبا لکھنؤ مین بھی عطا ہو

کیونکہ یہ شرط ہی کہ جاہی جہان رہو مشاہرۂ منصب معینہ تمکو ضرور

مرحمت ہوگا احکام سرکار ہین بھی درج ہی ارشاد کیا کہ تم دیوانے ہو

اگر مجھے منصب ملے یا نہ ملے مگر زیارت قدوم نوابصاحب دام اقبالہ

ضرور ہی میرا دل بلا حضوری قدمبوس جناب مدار المہام سرکار نہایت

مضطرب و بیقرار ہی چنانچہ اب بھی وہی حال ہی سکونت بلدۂ خاص سے

موصوف کو ضیق کمال ہی یعنے مکان بکرایہ سنگین ہاتہ آتے ہین یا ہوا

قلیل اونکے کرایہ ہاے سنگین کو کفایت نہین کرتی بندہ نے اکثر کہا

کہ آپ بیرون بلدہ اضلاع حکومت نظام مین مثل شہر بیدر یا

اتصال بلدہ کہین سکونت اختیار کرین اکثر مکانات عمدہ قابل اقامت

ولایق سکونت آپکے خالی ملینگے اور آپکو تخفیف مصارف بھی ہوگی

اس بات کے سنتے ہی بغایت برہم ہوکر فرمایا کہ تم میرا مکنون خاطر نہین

سمجھتے ہو اور زیادہ گوئی ناحق و ناروا سے مجھے پریشان کرتے ہو اگرمین

ہزار زیر بار ہون مگر شرف زیارت قدوم بندگان سرکار سے نہ بر کنار

ہون فرزندمن مین شیفتہ و فریفتہ جمال اوس گلبن بوستان مرتضوی کا

مثل ہزار ہون بلکہ بمصداق قول راقم بندگان سرکار بھی مانع آئے کہ تم تکلیف

نہ اوٹھاؤ میانہ وہ بوئی نرکھو روزانہ دربارمت آؤ موصوف نے بھی عرض کیا

کہ مجبوری حضور یہ ہے مجھے معذوری ہی دل میرا نہین مانتا عالم مجبوری ہی

وفور شوق غلامی اور پھر ناکامی اجازت حضوری اور پھر دوری

راقم آثم سیاہ بخت دامن تقدیر زیر کوہ سخت بر سوختہ رخت از حوادث زمانہ جگر دو لخت قبل اس دور کے سال ۹۰ھ مین حسب الطلب والد ماجد خود بہ تحریک جناب محی الدولہ بہادر مرحوم یہان آیا اور بوساطت بہادر موصوف نذر دی و توقیر ملازمت حاصل کی ایک ہفتہ نذر گذرانے نہین گذرا کہ بہادر مغفور نے والد ماجد احقر سے میری طرف متوجہ ہو کہا کہ یہ نہین پوتر تمھارے ہین انکو تو نوابصاحب جانتے ہین کہ کچھ علم ہی لیکن اور فرزندونکی حقیقت علم دریافت فرماتے اور بے علمی کا افسوس کرتے تھے والد نے جواب دیا کہ انکو نوابصاحب

کیا جانین فرمایا کہ تمہارے اظہار اور میرے وسیلہ گفتار سے جیسا مینے
تمسے سنا ویسا ہی بالاصل پیشگاہ سرکار مین معروض کیا اور آپکے بیانکے
سوا مجھے خارجاً معلوم ہی کہ تمہارے فرزندون مین یہ ذی علم ہین قبلہ
وکعبہ نے کہا صحیح و درست ہی دوسرے دن خدمت مغفور مین جو مین
حاضر ہوا تو فرمایا کہ نواب صاحب سے التماس کر ہفتہ عشرہ مین تمہاری
کامیابی کی شکل نکالتا ہون خاطر جمع رکھو کہ ناگاہ گردش ایام سے
اوسی ہفتہ مین مغفور کو اجل کا پیام پہونچا واژونی طالع نے ہفتہ کا
ذکر سن میرے نصیبکے ہفتہ کا نٹھ لیے سیدہا نہ ہونے دیا تو قیر نذر ملازمت
کو نظر لگی جسطرح بعض سورہ مصحف مجید مین مومنون کو تبشیر اور کفار کے لیے

تنذیہ ہی سو مجھ مومن کا فرطالع کو بعد تبشیر تنذیر حاصل ہوئی ہر چند وفات
مرحوم سے ایک سال تک ستایش گاہ صبح گاہ سرکار مین روزانہ یہ بندہ
حاضر آیا اور آداب معمولی بجا لایا اور اثناے حاضری بالمرہ ہنگام بار
جب بندگان سرکار میری طرف نظر فرماتے تو اوسوقت نگہ عالم پرور
عالم نواز سے یہی ثابت تھا کہ لب روح فزا جہان کے عقدہ کشا برگزیدہ
خاندان مصطفےٰ و ورثہ خواہ اولاد مرتضےٰ آب اعجاز مسیحا فرماتے. مجھے
زندہ کرتے میری مراد دلواتے ہین کیونکہ نظر کیمیا اثر امیدوارن کے
حقمین آئینۂ مطلب نما غرض کہ بیمارون کی عصا ہی مگر بخت افسردہ سایہ سان
کہ میرے ہمراہ تھا ملازمان سرکار کو کچھ ارشاد فرمانے ندیا اور مینے جو عرض کیا

تو ثابت ہوا کہ اوس نگہہ شکیب بخش ہر ناشکیب کا دستور و آئین مشاہدہ
یہی ہی کہ مثل مہر منور بر سر ہر ذرہ سایہ گستر ہی خاطر برنا و پیر مین اوسکی
ایک راہ ہی عجب خجستہ و فرخندہ وہ نگاہ ہی اور کچھہ مجھہ پر تنہا نہین پڑتی
بلکہ سب کے حال پر اوسکی ایک دیکھہ بھال ہی شمیم صفت اوسکی چال ہی
برق طور کہون یا تجلی نور بصد فضل الٰہی گنجور بالجملہ تیرہ مہینے بہیم گذرے
کہ کوئی امید نہ برآئی اول آرزوی چاکری ہوس نوکری سینہ مین بھری
تھی اب اندوہ ابتری واقع ہوا چار طرف یاس نظر آئی دفعتاً ماجرے
عجیب گذرا یکی طالع سے رنگ دگرگون قضیہ بوقلمون پیش ہو گیا
ساری دربارداری ہماری موجب فلاکت و ناداری اور طائر امید کی

طراری آوج ہوا سے حسرت جاہ و زینت مبدل بہ نکبت و نگو نساری ہوئی

تمنا ے کامگاری بر طرف اب ذلت و خواری چار طرف آرزو مند تقرر

معیشت و موئنیت کو اذیت و مصیبت پیش حیدر آباد فرخندہ بنیاد سے

بحالت درویش و آلریش ہزار فکر و پیش ہمراہ نکو ئی یگانہ نہ خویش سوے

وطن مراجعت ناکام میسر ہوئی شومی اختر سے جگر برشتہ خاک ناامیدی

در آغشتہ بے قاعدہ و سررشتہ مگر تحفہ یہا نکا ساتھ لئے یعنے مرض رشتہ

سو وہ بھی یہان نہین نمود ہوا لکھنؤ جا کر چودہ دن کے بعد دو نارو ون نے

دو دو نو پانکو نسے سر باہر نکالا خدا کی پناہ سوزش نارو اگر اوسے نار جہنم کہون

تو بجا ہی وقنا ربنا عذاب النار او سیکے حق مین او ترا ہی طرفہ ماجرا یہ کہ نارو بھی

کہان نکلا جہان کوئی نہ اوس مرض سے آشنا نہ اوسکے تیمار سے وقف

کیسا نارو اور کسکی وار ہو لوگ متعجب اوس تار سے کہ آہی یہ کیا چیز ہی

فکر مدا لمین اوسکے ششدر رہ صاحب تمیز ہی برگشتی بخت دیکھیے کہ اذیت

مرض اپنی ایک تماشا ہوئی مین نام آشنا تھا لیکن علاج اوسکا کچھہ نہین

جانتا تھا ہر وقت آہ پر درد بہرتا اور قُلْنَا یَا نَارُ اوسپر دم کرتا بالجملہ ابتلای

نارو سے نجات ہوئی تو اور بلا موجب تصدیعات ہوے آلغرض

بارہ سال زبون حال ہیم یہ پراگندہ ہدف سہام رنج و آلام رہا کون دکھہ تھا

کہ نہین سہا اور مصیبت بہی وہ مصیبت کہ نصیب دشمن مبادہ ہمہ تعب

و سختی دن فزون رات زیادہ ہر گھڑی کی افتاد اعوذ برب العباد کہ ناگاہ

جناب قبلہ و کعبہ نے از روے مہر پدری عطوفت نامہ میرے نام بدین
مضمون ارقام فرمایا کہ برخوردار من تمھاری پریشانی ہماری موجب نگرانی
ہی تم تلاش عہدہ جلیلہ و رتبت بلند و امیدواری حیدرآباد کی تاب نہین
لاسکتے کیونکہ پہلے امیدواری کر چلے ہو و نیز نظر قلیل و کثیر پر اگر نظر نکرو
تو مینے تمھارا نام سررشتہ تعلیمات مین لکھوا کر مندرج جریدہ اعلامیہ کرادیا ہی
پس تم یہان آؤگے تو کہین باہر کی منشی گری پاؤگے دو چار کوس دہ
مقام بلدہ سے دور ہی اب تم زمرہ ملازمین سررشتہاے متعلقہ دیوانی سے
قرار پائے چاہیے کہ ایک جگہ متعلق ہو کر امید سے تعلق رکھو خدا مالک ہی
تم کیا اور تمھاری امید کیا یہ سرکار عالی ہی کہین برطرفی کہین بحالی ہی

وسمت وضلع قرار دیکر آباد کیا و بنائے محبوب گنج سے اوس معمورہ کو زیبہ
زیادہ دیا اسلیے بیدراب سب کو مرغوب ہی کہ وہان بازار مطبوعِ قلوب ہی
حاصل کلام اس ناکام نے سولہ مہینے کچھ دن وہان کار گذارش کی پھر
بمعیت مولوی دبیرالدین صاحب مہتمم مدارس اوس مقام نیک فرجام
سے متبدل ہوکر قصبہ ملنچیر و مستقر محکمہ سمت شمالی پر آیا یہان ماتحت فرمان
مہتمم مذکور گاہی مغموم گاہی مسرور ادائے کار سرکار ہوتا رہا بعد آٹھ مہینے کے
مہتمم صاحب بہ نیت صدر تعلقدار صاحب سمت متذکرہ سے خود بخود
وحشت کر مستدعی تبدل ہوے حالانکہ صدر تعلقدار صاحب موصوف اپنی
بغایت مہربان تھے سبحان اللہ مولوی نذیر احمد صاحب جامع محاسن اخلاق

مجمع مکارم اشفاق ہر صفت علمی و عملی مین شہرآفاق جنکے فیض صحبت سے
جانور بھی انسان ہوا اور جو کچھ تعلیم پائے تو رشک سحبان ہو چنانچہ لطف
صحبت سراپا برکت صاحب موصوف میرے ہردم خاطرنشین اب تک ہی
پس مولوی بدیع الدین صاحب کے ساتھ صبغۃ اللہ تبدل پائے اور
پہنچیر وآئے پھر وہی رنگ لائے یعنی بظاہر بشاش باطن مین برنگ پرخاش
ہر وقت ناخن جگر خراش اونکا درپے خراش میری صحبت سے پرغم میرا وجود
اونپر ستم یہانتک میری کارروائی جو ارباب صدر کے نزدیک محمود اور ضمنا
اونکی باعث بہبود اور حال ومآل سبب نمود اوسکو براہ نفسانیت مردود
کرتے جیسا کہ مینے رقم صادر فراہم کرکے بوسیلہ صدر دفتر انتظام تعلیمات

کتابین طلبہ مدارس کیواسطے چاہین حالانکہ یہ کارروائی اونکے عہد کے نتھی
پر وہ رشک لیگئے علی ہذالقیاس ایسے دوچار مقدمہ اور ہین جنسے جناب
ناظم صاحب صدر تعلیمات نے خوش ہوکر غائبانہ میری تعریف کی اوس
مدح سے وہ ناراض ہوے دفتر مین راقم نے چپراسی خواندہ ملازم کیا کہو
کیا برا کیا چنانچہ وہ اونہین کے کام آیا مین اوسکو نہ اپنے سات لایا اوس
چپراسی کے بحال کرنے پر کیا برہم و پراشتعال تھے ہرجا اوسکی حکایت اور
دوسرے چپراسیونکے روبرو میری شکایت بعد چندے دورہ مین اسی
چپڑاسی سے ایسی راحت خانگی پائی کہ علانیہ سرکچہری بار بار اوسکی مدح فرمائی
و ذخیرہ کتب سے انکے متعلمان مدارس سمت کی ترقی علوم مہتمم صاحب کے دفتر کی

وہوم چپراسی خواندہ کچہری کا سبب کاموری فراہمی کتب موجب ناموری

یا تجویز تعمیر و تیاری مکان جدید کچہری کہ راقم نے بکمال کوشش صدر

تعلقدار صاحب سمت شمالی سے برآورد اوسکی منظور کرائی فرمایئے اس سے

منشی کو کیا حاصل ایسے کاموں پر اونھون نے مجھے بدنام کیا اور میرا

تغیر مقام درحالیکہ مینے نظر بے استطاعتی اپنی تنخواہ کا ایک ثلث بلکہ زائد

ازان بلفول کر مقدار کثیر روپیہ قرض لے اپنے متعلقین کو لکھنؤ سے طلب کیا

ہنوز یہ قافلہ راہ مین تھا کہ مہتمم صاحب نے باوجود وقفیت زاری حال

من زار شکوہ میرا آغاز اور تبدل مقام سے مجھے تباہ کیا بلکہ قبل شکوہ سرائی

بندے نے مشورتا و استصلاحاً مشارالیہ سے التماس کیا کہ عاجز نے

متعلقین خود بنذریکجائی سو روپیہ قرض لیکر ہند سے بلایا ہے آپکے نزدیک

مناسب ہے یا نامناسب روسے مبارک میری طرف سے کج کرکے بولے

کہ ابھی کیون بلایا مینے کہا کہ پھر کب کہا کسی اور وقت مجھہ سادہ کو یہ ظاہر

نہین کہ حضرت راقم کے درپے بیخکنی ہین مراد یہ تھی کہ مین تو تیری

موقوفی کا خواہان ہون تو اپنے بال بچون کو بلاتا ہے پس جب عمدہ دار

بالادست اسطرح قابو جوئی کرین ایسے نفسانیت پرست ہون تو ماتحت کا

کیا ٹھکانا آخیر نتیجہ روسے میری تبدیلی قرار پائی سوے قصبہ بھونگیر سمت

شرقی روان ہوا قصبہ بھونگیر کہ یہانکی بیماری اول سے مین دلگیر میرے

حقمین آب ہوا وہان کی خراب آب زہر آب ہوا در ہواے نخوت عجائب

آخر کار بوجہ ناموافقت آب وہوا وہان بھی قیام ممکن نہوا چار و ناچار
شہریور ۱۳۱۸ ف تا اختتام آذر ماہ آٹھی وہان انجام دہی کار سرکار کی
پھر وہانسے تبدیل پاکر شہر حسن آباد ضلع گلبرگہ کچہری مہتمم مدارس سمت
جنوبی پر تبدیل پاکر آیا واہ سبحان اللہ گلبرگہ گلبرگ ہی مخفی نہ ہی کہ سخن سرا ہنگام
تعطیلات حیدرآباد سنہ ۱۳۱۹ ف یہان بضرورت آستانہ بوسی حضرت
سید محمد گیسو دراز بندہ نواز علیہ الرحمہ وارد ہوا تو دیکھا اجڑا دیار ہر طرف
مغیل و خار اور اب شہر آباد چہار طرف قصرہای عالی بنیاد سلسلہ تعمیر
ہر سو جاری خرید و فروخت کی ہر بازار خصوص آصف گنج مین گرم بازاری
انواع و اقسام کے متعدد دوکاندار اہل دول عمدہ بڑے ساہوکار بازار آصفیہ

وپر تصفیہ وسط چار سو حوض شمن کا تجمل غلہ فروشونکا ایک غل سبزی منڈی

ساگ بھاجی کدو تگین آلو اروی بھنڈی ترئی صد ہا بنڈی بیچنے والے ایک قرینہ سے

قطار در قطار موزو امرود کا جسکو یہان جام کہتے ہین انبار نارنگیان ہزار در ہزار

اقسام میوہ بشمار مقام اسٹیشن سے تا آستان بندہ نواز ایسی نکالی شاہراہ

ہی کہ کور مادر زاد دیکھے کہ وہ سامنے درگاہ ہی چار دکی نو تعمیر کمان با رفعت

وشان قریب محبس جہان کارخانہ جات سرکاری کا سامان جمل خانہ مین

عجائب خانہ ہی یا صنعت واختراع کا آشیانہ ہی یہان بندھوون نے صنع

وکاریگری مین وہ ہوا باندھی ہی کہ خود ہنرمندی اونکی باندی ہی ڈیرہ خیمہ

چلون تسطرنجی قالین اکثر اشیاے نادر فن یہان موجود اسے محبس کہنا

خطا ہی بلکہ اگر مدرستہ الفنون کہیے تو بجا ہی گلبرگہ شریف صدہا سال
سے افسردہ و پژمردہ مثل برگ درختان خزان دیدہ رنگ رو پریدہ تھا
مگر اب مثل برگ گل تر تازہ و شاداب بڑھاپے کا خضاب رشک دہ
صد شباب آبادی قریات و امصار مین اسوقت اسکو یوسف مصر کہو
تو بجا ہی امصار ملک دکن مین عظمت و توقیر اسکے سوا ہی یہ سب شہر و نسے
ممتاز ہی کہ یہان مرقد خواجہ گیسو دراز بندہ نواز ہی و لے اسکی آراستگی
و شایستگی خاص حسن تدبیر و سعی اثیر خجستہ القاب دانش انتساب
بنیش اکتساب فلاطون احتساب نخل برومند اقبال فرخ خصال صاحب
حشمت و ایالت مالک نصفت و عدالت جوان بخت جوان سال جوانمردی

جوانمردانہ حکم فرماے والا خطاب محمد اکرام اللہ خان صدر تعلقدار ہمت سے
ظہور مین آئی اس جوان ہمت حکمرانی سے بوے جوانی آتی ہی جسطرف
نظر جاتی ہی بعضون کو اداے منصب صدر تعلقداری بدشواری ہی
یہان صدر تعلقداری مین آئین شہریاری جاری ہی اور لطف دیکھیے
کہ شیوۂ حکمرانی اس ستودہ خصائل حمیدہ شمائل کا عجب آن پر ہی کہ خضر تک
تعریف ہر زبان پر ہی وہ جو اکرام اللہ خان نام پایا ہی بس اوسکا اثر نیک
سب کے دلون پر چھایا ہی خاصتاً سمت جنوبی پر منحصر نہین سمت مشرقی
و غربی خواہ شمالی ہی جہان سنو وہان اونکا ذکر خوش خصالی ہی اہل عملہ
و خواہ رعیت زبان ہر کہ و مہ آلودہ حسنت و بہی آمین باشندہ قصبہ

یا سکنہ وہ ہی یہ ہر صغیر و کبیر برنا و پیر جسکو دیکھا یا سنا اوسکے لب پہ صدر تعلقہ کی سمت جنوبی کی صفت و ثنا ہی چنانچہ جسوقت میرا تبدل قرار پایا او رسمت شرقی سے اس طرف کا قصد پیش آیا تو وہان ہر شخص بعنوان بہ بادیہ کہتا کہ تمہارا تبدل سمت جنوب پر ہوا اب تمکو دغدغہ وسوسہ کیا ہی وہان کے صدر نمدار محمد اکرام اللہ خان ہین یہ امر تمہارے حق مین بہتر ہوا ہی مین تقاضا اونکو جواب دیتا مجھپر اکرام آلہی ہی کہ اونکی پناہ مین جاتا ہون بخدا کیا نام نیک ملا ہی جدہر دیکھو مشہور اچھا ہی کیون نہو کہ نیکی یہان اسیر ہی کہ موصوف امیر ابن امیر ہی خوے ستودہ انکی سرشت اوصاف حمیدہ انکا خمیر ہی حاکم خوش تدبیر روشن ضمیر صرف اکرام نام پر نظر نہین کام وہ کر دکھایا

کہ نام کو جگایا بندگان حضور پرنور کو راضی و خورسند کیا بیگمات عصمت مسطور نے
صلہ مسرت خود دیا گرم ادراک نرم تپاک زرین فتراک طینت پاک باعث نیک نیتی
صدر تعلقدار صاحب عہدہ داران ماتحت خصوص ضلع گلبرگہ زیر نگین مستقر
فرد فرد بہتر و برترین صدر کچہری کا عملہ نیک روشی کا جملہ تعلقدار صاحب اول
کہ خود لقب اونکا اول ہی اوصاف جمیلہ و محامد جلیلہ مین پہلے وہ تو بعد دیگر فر
اور یہ دیگر کچھ دوسری طرح متصور نہین کہ کسی دوسرے کو شاق ہو یہان
اظہار مدحت ہمدیگر ہی اگر کسی اور بات پر نظر ہی رعایت اول بر محل سبکی خاطر
یہ بات روشن بالا اول ہی کہ ورثہ خواہ اولاد شیر اللہ سید اسد اللہ عرف میر نواب
دفتر محاسن اخلاق کے انتخاب خوبرو نیک خوسخن سنج لطیف صاحب تالیف

آیۂ مختار الاحبار یادگار سخنور موصوف شہرۂ روزگار ہے مصدر اخلاق نہج
اشفاق غریب پروری اونکا کام ہی جسکو ہنسکر دیکھا وہ رام ہی نظر تجربہ اثر
مہر گنجینۂ مہر و محبت ہی صحیفہ ہاے دل پہ جہ بہتر و جگر مین رم جاتی ہی سینے
اکثر دیکھا کہ طبیعت خلق موصوف کے روبرو عطر شرمندہ ہی جب سامنے آتا ہی
نہایت شرماتا ہی اپنی طرف سے گرا جاتا ہی کب وہ مقابلہ دوبدو انکے سامنے
بو کرے کہ اومین بوے گل ہی اور یہان خوے آل رسل ہی صدر مددگار
نامدار مولوی شبیر محمد خان دلاور داد و رداد اور عدالت گستر انصاف پرور
مولوی ابو القاسم مددگار مرد متقی و ابرار صدر مہتمم کوتوالی معروف بخوشنمالی
نیک سرشت پاکیزہ نہاد مصدر لطف و وداد لئیق خلیق صاحب توفیق

فہم دستگاہ ہی ایسی جاے فخیم کے لیے ایسا خدیو حلیم مناسب سمجھا گیا ایسے مقام
مقام بالا احترام کے خاطر ایسا ہی حاکم پر عظمت واکرام ہونا واجب تھا کہ جسنے
اپنے حسن تدبیر سے گلبرگہ کا سواد تھوڑے دنون مین سرنو آباد کیا اور یہان پر
کیا بلدۂ اورنگ آباد خجستہ بنیاد کو وحید منور خان صدر تعلقدار سمت
شمالی وغربی نے کہ خوبی وفضائل مین وحید ہین آراستہ ودرست کیا بادشاہ
اورنگ زیب کہ زینت بخش اورنگ خاک ہوے مگر یہ دیار بطور آثار یادگار
چھوڑا حکام عہد نے اپنی بیخبری سے یہ چاہا کہ یہ آثار خجستہ بھی پیوستہ بخاک
قصۂ اورنگ زیب پاک ہو دمڑی محل کہ دولت سراے علیا تھا اوسکی دمڑی
برابر آبرو نسمجھی جناب مدار المہام سرکار کہ زینت فزاے نام سلف وخلف ہین

بنا لیئے حکام اوس آثار کہنہ کو ایسا سجوایا اور راوس ڈوڑہی محل سے ہزار ہا
روپیہ کہایا پہر اپنے رنگ اصلی پر آیا اسیطرح اور عمارتین پر تکلف بنیاد ہوئین
اورنگ آباد نے بظاہر اورنگ نہین پایا ہی لیکن رنگ لایا ہی بادشاہ زمانے
تشریف لیجانے کی دیر ہی کہ اوس شہر مینو سواد کو اورنگ ہاتھ آتا ہی اگلی
رونق پہر پاتا ہی غایت مدحت ان بزرگوار و نکے یہ ہی کہ صفت وثنا سے
مولا انجام منجر بخوبی آقا ہی آن صاحبون کی تعریف سے وہی مدح اصل ذات
ممدوح مدعا ہی میرے ممدوح کو رفاہ ملک نظام اور آسودگی خلق ملک
علام ہر وقت ملحوظ خاطر ہی قریات و قصبات مین شفاخانہ موجود
ہر کہیڑہ ڈوہ مین چیچک بر آرمنود مبصر اس بات کو خوب غور فرمائین

اور اس نکتہ کو دل سے سمجھین کہ ممالک نظام صدہا سال سے مشہور

ہی مگر عہد سابق کی کارروائیون کو خوض کر دیکھو تو جب نام اور اب کام

درست قوام خوب انتظام بس اسوقت کہنا نہایت مناسب ہی کہ ملک نظام

اور یہ برکت ورونق نشو و نما بسبب تازگی اقبال بندگان عالی ہی کہ ہر طرف

چھا رہی روشنی وا وجالی ہی ایسے صاحب برکو نواب صاحب با تدبیر درست

و بجا ہی برگزیدۂ آلِ احمدِ مختار کو خطاب مختار الملک کیا پھبا ہی اس اختیار کے

فراخور وسزاوار نہین کوئی دوسرا ہی یہان سے بس اب اس کمترین کی التجا ہے

گذارش

اے سید ابرار کے یادگار خاتم النبیین صلعم کے نقش و نگار احمد مختار کے گھر کے مختار

خاصہ اولاد خمسہ اطہار و سادہ آراے مسند سادات برارندۂ حاجات

بانی حلم اتم مہر و مروت خُلق و سخاوت سب آپکی ذات پر ختم اول عرض

کرچکا کہ یہ عہدہ منشی گری سررشتۂ تعلیم سمت محض انسلاک زمرۂ ملازمان

سرکار کے واسطے فدوی نے اختیار کیا کہ مبادا مجھے حلقۂ غلامی سے آزادی

ورنہ ظاہر ہی کہ مین سپاہی زادہ ہون میرا پیشۂ آبا سپہ گری ہی نہ منشیوں

منشی گری میرا شعار جانبازی ہی نہ انشا پردازی اور انشا بھی وہ انشا

کہ دوسرے کی نتیجۂ فکر سے ہویدا ہو مجھے فقط اجازت آرایش خط و املا ہو اور

یہ بھی عرض نہین کرتا کہ میرے دودمان مین صرف سپاہی جاہل

ہست و بود جہان سے غافل گذرے بلکہ ہمارے گھر مین علم و قلم دونون

باہم رہی چنانچہ دست شکستہ جنگ عموی مین کمترین حافظ محمد مرزا

سنف شکن خان بہادر کا ہمیشہ حائل تیغ و گہر باری انشا مین شکن

افزائے میغ رہا اور والد بزرگوار باوجود لقب تہور شعار مؤلف کتاب منتقبت

اسد کردگار ہین بندگان سرکار نے بھی بمزید قدردانی وظیفۂ منصبان

دونون بزرگونکا اہل فوج مین مقرر فرمایا ہی اور میرے اعیان واخوان سے

کوئی امین کوئی تحصیلدار کوئی سرگروہ جمعیت جرار ہی مجھے ہوس و تمنائے

ترقی عہدہ نہین مگر آرزو ہی کہ اس عمر مستعار مین کوئی عہدہ ایسا میرے

اختیار کہ جسکی تجویز میرے نتیجۂ ذہن سے آشکار ہوتا ادائے خدمت سرکار

مجھسے ظہور پائے شاید بفضل وعنایت پروردگار کوئی کام بن آئے بخت مساعد

وطالع یاور رہو جائے کہ داغ ناکارگی میرے جریدۂ روزگار سے دھو جائے

یا وظیفہ خواران دولت سے میرا شمار ہو اور مجھے روز حاصل شرف یدار ہو

کہ حاضری دربار حضرت شاہی میری توقیع عزت کے لیے کافی ہے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْن وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن ؁

اتممت ہذا بحول ملک علام وبحق رسول انام وآلہ الکرام یقال صاحبہ

بالدوام باحسن نظام

تقریظ من نتائج افکار جناب معلی القاب سید اسد اللہ صاحب

عرف میر نواب اول تعلقدار ضلع گلبرگہ

آج بافضال چمن آرائے چار باغ جہان کہن کتبہ سرتاج کتابت یعنی کتاب

نوبہار دکن میری نظر سے گذری جسکے مصنف جناب فصاحت مآب
منشی نازک خیال ستودہ خصال مجموعۂ دانش وکمال
مرزا محمد نظام الدین احمد خان ابن والا جناب حافظ وحاجی مرزا
محمد تہور خان بہادر ماہر انشاء اردوے معلی سلمہ اللہ تعالی ہین سبحان اللہ
کیا نثر نسرین ہی کہ جسکا ہر فقرہ بلندی مضامین مین نسر طائر سے بھی
ارفع وبرتر و شیرینی مطالب اوسکی ذائقہ مین قند مکرر سے بھی اعلی وبہتر
اگر ارباب دانش اسکو صحیفۂ دانش وکمال کہین تو زیبا اور صاحبان
مذاق سخن اسکو دفتر بلاغت وفصاحت سمجہین تو بجا ہی ہر سطر اسکی گویا
نہر الفصاحت ہی اور ہر نکتہ اسکا مرکز دائرۂ بلاغت قطع نظر اور تمام کمالات

ظاہر ہی کہ جو متعلق عبارت انشا سے ہی خود یہ ایک مختصر داستان ہی
جسمین آرایش گلزار نوبہار دکن کا بیان ہی مختصر یہ ہی کہ اشہب قلم عرصہ
تعریف مین اس رسالہ بدیع کے لنگ اور توسن فکر مضمار تحیر مین
دنگ ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ اس تقریر کو دعاے دولت بندگان عالی
والی ملک خلد اللہ ملکہ و اجلالہ اور وزیر مملکت ادام اللہ دولتہ
واقبالہ پر جسکی مدائح اور مناقب پر اس رسالہ کی بنا ہی ختم کرون اور
درگاہ الٰہی سے خواستگار اجابت ہون پروردگار عالم و عالمیان اس
شہر کے شہریار اور وزیر ارسطو تدبیر با وقار کو دائم و دیرگاہ بترقیات روزافزون
وبداد دہی مظالم مظلومان سایہ گستر و ساز وار رکہے اللہم زد فزد و نعم زدہ

تقریظ جناب مولانا مهتدانا صاحب طبع سلیم

مولوی محمد عبد الکریم منشی صدر محکمہ سمت جنوبی

سبحان اللہ کیا تحریر بے نظیر ہے جسکی خوبی عبارت گو یا کرامت یا اعجاز
ہر فقرہ کی ایک جھپک مین عشوۂ خوبانکا انداز ہی الفاظ کی طراوت
معانیکی نازکی آنکھون کو سیراب کرتی ہی تپش مضامین انداز آشنا ونکے
دلکو بیتاب کرتی ہی جہان روش تازگی کا اظہار ہی وہان سادہ رویونکے
حسن کی بہار ہی اور جس موقع پر رنگینی کا ڈھنگ ہی وہان گویا نمونہ
کارنامۂ مانی وار زنگ ہی جہان تعریف کا مضمون ہی وہان رنگ آمیزی
بوقلمون ہی اگر کہین ہجو کا موقع آیا ہی تو ایسے مقام پر قلم نے کیا کچھ پیچ وتاب

نمایا ہی ہر سطر گویا مسلسل ہی بین السطور بعینہ انہار جنت کی جدول ہی
بابجا سواد عبارت مین نکات رنگین ولاجواب ہین گویا بیاض دیدۂ حور کے
انتخاب ہین جس قسم جس صفت کا مذکور آیا ہی بعینہ اوسکا نقشہ آنکھون کے
روبرو دکھایا ہی بازارونکی رونق دوکانون کی آرایش فرشتون کو مشتاق
بناتی ہی راہون کی صفائی سڑکون کی سیدھ کہکشان فلک کو
زمین کا رستہ بتاتی ہی شیرین کلامیکا یہ حال کہ جو لفظ زبان پر آیا
شکر و نبات کا مزہ دکھایا جو کچھ اس تحریر کی تعریف ہو بجا ہی گویا زبان
قلم مین اعجاز مسیحا ہی ہر رشحۂ قلم پر آب حیوان کا خیال ہی صفحۂ کاغذ فیض
روح القدس سے مالا مال ہی خلاصہ یہ ہی کہ عجب صنعت و لطافت پر مبنی ہی

مدح و تعریف سے مستغنی ہی کیون نہو لکھنؤ و دہلی کی اردو روزمرہ کی گفتگو
اور قائل کون یعنی بلبل باغ فصاحت طوطی شکرستان بلاغت ناثر
بے بدل ناظم بے مثل والا منش عالی مناقب مرزا نظام الدین احمد خان
خلف الصدق و بہین پور والا جناب حافظ و حاجی مرزا محمد تہور خان صاحب بہادر
اور تعریف بھی کسکی اوس شہر و دیار کی جو جہان کا مرجع فضل و کمالات کا منبع
ہی آج کوئی شہر اوسکا نظیر و مقابل نہین وہ کیا ہی جو یہان حاصل نہین
آج یہ خطہ مرکز عدل و انصاف ہی جہان و جہانیان کا مطاف ہی سبحان اللہ
شہر ایسا اور شہریار ایسا شاہ و وزیر مربی ہر صغیر و کبیر جنکی ہمت و عدالت کے روبرو
عدل کسرے و سخاے حاتم اب محض خواب و خیال ہی دامان جہان انکے جود و عطا سے

اپنی مرادوں کے ساتھہ مالا مال ہی خدا اس شہر و شہریار و وزیر نامدار کو علایا

برآیا پر قائم اور اصناف خلق کو انکا مورد الطاف و مراحم رکھے آمین ثم آمین

قطعۂ تاریخ طبع زاد از مولوی سید ابراہیم حسینی

صدر مدرس ضلع گلبرگہ شریف

منشی و مولوی نظام الدین	کرد تصنیف یادگار دکن
گفت در گوش من سروش خلیل	سال تاریخ در دیار دکن
بہر جویاے حال ملک نظام	گشت مقصود نوبہار دکن

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الامین و علی آلہ و صحبہ

اجمعین الی یوم الدین اما بعد ضمیر مہر تنویر شائقین باہنر و طالبین خجستہ سیر پر

مخفی ومحتجب نہہی کہ درینولا بعون عنایت ایزد برحق وفیض توفیق خالق مطلق کتاب لاجواب نسخۂ دلپذیر شیخ وشاب موجب تسلی عشاق پریشان دل باعث شگفتگی غنچہ دہنان پری شمائل رشک ترانۂ بلبل ہزار داستان غیرت بہار رضوان مجموعہ نکات غریبہ گنجینۂ حکایات عجیبہ آب دہ رخ سبز بختان چمن یعنی نسخۂ **نوبہار دکن** مصنفۂ ثنا شیرین مقال باریک بین نازک خیال ترانہ سنج لطیفہ پرداز سخنگو معانی طراز افسر سخنوران زمان مرزا نظام الدین احمد خان خلف الصدق مہین پور والاجناب حافظ وحاجی مرزا تہور خانصاحب بہادر جسکا فقرہ فقرہ فصاحت وبلاغت مین بیعدیل سطر سطر اعجاز بیانی پر دلیل ہی الفاظ اورنگ نشین ایوان فصاحت مضامین مہر آسمان بلاغت ہین نقطی چمک دمک مین ید بیضا فقرے دلچسپ حیرت افزا ہین زبان نہایت فصیح ولطیف ہی اردوی معلی ہین انتظام ریاست حیدرآباد دکن کی تعریف ہی بنظر مسرت خاطر شایقین با تمکین منشی **مصاحب علی صاحب** مہتمم مطبع گلشن احمدی نے اعلا تحریر کتاب مین عمدہ اہتمام کیا عجب کام کیا یعنی صاحب طبع سلیم منشی عبدالرحیم خوشنویس شاگرد رشید جناب کمالات انتساب خوشنویس فن ہی عزت توقیر استاد صغیر وکبیر جادو قلم عطارد رقم مصدر صنایع ایزد منان محمد بہادر علیخان صاحب کو نوشت کاپی پر مامور کیا خیال صفائی خط تا بمقدور کیا بعد ختم نوشت کتابت کاپی صحت کا انتظام چھاپنی کا اہتمام کیا یہانتک کہ تہوڑی مدت مین یہ کتاب نہایت حسن وخوبی کی ساتھہ زیور طبع سی آراستہ وپیراستہ ہوکر ماہ ذیحجہ ۱۲۹۸ ہجری کو اریکہ آرای محفل ناظرین ہوئی